تفسیر کاشف الحقائق کا نادر مخطوط

جناب مولانا نظام الدین احمد صاحب کاظمی

یہ تفسیر علامہ محمد بن احمد بن محمد الشریحی الکندی ثم التھانیسری ثم الگجراتی کی مایۂ ناز تصنیف ہے۔ تفسیر کا پورا نام "کاشف الحقایق وقاموس الدقایق" ہے اس تفسیر کا ایک گراں قدر اور نادر قلمی نسخہ حضرت مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی مجددی نقشبندی دہلوی سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ ابو الخیر قدس سرہٗ کے ذاتی کتاب خانہ میں موجود ہے۔

تفسیر کاشف الحقایق کا یہ مکمل نسخہ خط نسخ کی دیدہ زیب کتابت کا عمدہ نمونہ ہے ۱۱۲۶ صفحات کی یہ ضخیم کتاب کاتب نے بڑے اہتمام و رشوق کے ساتھ لکھی ہے، نکھرے ہوئے حنائی رنگ کے چکنے اور قیمتی کاشمیری کاغذ پر سیاہ چمکیلی روشنائی کی کتابت اور اس میں جگہ جگہ شنگرفی تحریر کی لالہ کاری نے کتاب کے حسن وجمال کو دوبالا کر دیا ہے۔

اس نسخے کا خوبصورت سائز لمبائی میں ۲۵ سینٹی میٹر اور چوڑائی میں ۱۴½ سینٹی میٹر ہے۔ مسطر کا سائز لمبائی میں ۱۹ سینٹی میٹر اور چوڑائی میں ۹ سینٹی میٹر ہے۔ ہر صفحے میں ۲۳ سطریں ہیں۔ قلم درمیانی اور بین السطور مناسب ہے۔ حاشیہ کی جگہ بالکل سادہ ہے۔

قرآنِ حکیم کی یہ مکمل عارفانہ اور عالمانہ تفسیر عربی میں ہے۔ زبان و بیان کی سلاست اور حلاوت کے ساتھ حقیقت و طریقت کے حقایق و دقایق کا انکشاف مصنف کے کمالِ علم و فضل کا آئینہ دار ہے۔ آغازِ کتاب کی عبارت حسب ذیل ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین - الحمد للہ رب العالمین الذی انزل علی حبیبہ القرآن وجعلہ ھادیا الی دقائق لاھل العرفان واودع فیہ لطائف اسرار"

خطبہ کتاب کی عبارت بہت مختصر ہے لیکن اس کے مطالعے سے خود مصنف کے الفاظ میں تفسیر لکھنے کی غرض وغایت اور مفسر کا نام اُن کی نسبی اور وطنی نسبتوں کے ساتھ معلوم ہوجاتا ہے - اس لئے بلفظہ نقل کی جاتی ہے :-

" اما بعد فیقول اضعف عباد اللہ الممجد محمد بن احمد بن محمد الشریحی الکندی ثم التھانیسری ثم الگجراتی اصلح اللہ شانہ وغفرلہ ولوالدیہ وانعم علیھما وعلیہ بما لدیہ لما کانت اکثر التفاسیر مملوۃ بفوائد العربیۃ والشرعیۃ ولم یکن تفسیر حاویا لدقائق الطریقہ والحقیقہ بحیث یکون احسن تحریرا واصلح تقریرا اردت ان اکتب تفسیرا موجزا شاملا لاسرار الالھیات کاشفا لما فی القرآن من التدقیقات ھادیا الی طریق الرشاد موصلا الی سبیل السداد وترکت الایجاز والاطناب لیصل الی مقصودہ کل احد من ذوی الالباب واخذت من بعض التفاسیر بعین کلامہ المنقول وقلت فی اکثر مواضع لطائف منی لم یطلع علیھا ذوی العقول فان وقع شیئ ظاھرا فی نیبا فی خلاف الشریعۃ فانی قائل ذلک بطریق المجاز لا بسبیل الحقیقہ وان تری بیانا لا یوافق بشان النزول او لا یطابق بما ھو المنقول فاعلم ان ذلک معنی الاشارۃ لا فحوی الکلام ولم ینکر ھذا احد من الاصحاب الکرام بل وصل ذلک للمتاخرین

والخلف عن المتقدمین والسلف وسمیته کاشف الحقائق وقاموس الدقائق، ارجو ان یکون لی ذخیرۃ یوم القیمۃ وشفیعی الاکبر اذا وقعۃ الواقعہ لیس لوقعتھا کاذبہ وقد بشرت بھذا التفسیر فی النوم فشرعت تالیفہ اثر ذلک وباللہ التوفیق والاعانۃ "

مصنف کی اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ اکثر تفسیریں عربیت اور شریعت کے مطالب اور مسائل سے مملو ہیں۔ کوئی تفسیر ایسی نہیں ہے جس میں حقیقت و طریقت کے رموز و اسرار بیان کئے گئے ہوں۔ اس لئے میں نے یہ تفسیر لکھی امید ہے کہ یہ میرے لئے قیامت کے دن ذخیرۂ خیر اور شفیع اکبر ہوگی۔

تفسیر کا اختتام درج ذیل عبارت پر ہوا ہے۔

" واما قولھم رویۃ الاشیاء بدلائل التوحید فانھم یریدون احدیۃ کل موجود عین الدلیل علی احدیۃ الحق۔ من الجنۃ والناس "

تفسیر کاشف الحقایق وقاموس الدقایق کے ایک قلمی نسخے کا تعارف ڈاکٹر محمد سالم قدوائی نے بھی اپنی کتاب (ہندوستانی مفسرین اور اُن کی عربی تفسیریں صفحہ ۴۲ تا ۴۷ شائع کردہ مکتبہ جامعہ دہلی) میں کرایا ہے اور لکھا ہے کہ یہ تفسیر ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے کتب خانے میں موجود ہے۔ کتاب صاف ستھرے خط میں لکھی ہے۔ اس میں ۱۳۰۷ اوراق ہیں۔ اکثر جگہوں پر حواشی بھی لکھے ہیں۔ غالباً مصنف کے تحریر کردہ ہیں۔ کہیں کہیں پر کرم خوردہ ہے۔ آخر کے دو صفحے خاصے بوسیدہ ہیں۔ بیچ بیچ میں نسخہ کئی جگہوں پر سادہ رہ گیا ہے۔ غالباً اصل سے نقل کرتے وقت رہ گیا ہوگا۔ یا اگر یہ نسخہ خود مصنف کے قلم کا ہے تو انھوں نے اس لئے چھوڑ دیا ہوگا کہ بعد میں لکھیں گے لیکن پھر نہ لکھ سکے ہوں گے۔ کچھ جگہوں پر اوراق غلط طریقہ پر مرتب ہوئے ہیں "

یہ بہت ہی نادر تفسیر ہے ۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے نسخے کا پتہ نہیں چلتا۔ مندرجہ بالا سطور میں جو قیاسات ڈاکٹر محمد سالم صاحب نے ایشیاٹک سوسائٹی کے نسخے کو مصنف کا نسخہ سمجھنے اور سمجھانے کے لئے ظاہر کئے ہیں ۔ وہ احقر کے نزدیک صحیح نہیں ہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ کسی ناقص اور غیر مرتب نسخے کی نقل ہے ۔ اور بعد میں ناقل کو دوسرا مکمل و مرتب نسخہ دستیاب نہیں ہوا جس سے وہ اپنے ناقص اور نامکمل نسخے کی تکمیل کرتا ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مصنف نے تفسیر پوری لکھی اور اس کا مکمل و مرتب نسخہ آج بھی حضرت مولانا زید فاروقی کے کتب خانے میں موجود ہے ۔ تاہم ڈاکٹر ندوائی کی یہ کوشش و کاوش قابلِ قدر ہے کہ انھوں نے تفصیل کے ساتھ تفسیر کاشف الحقائق سے روشناس کرایا ۔ اور اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا کہ تفسیر محمدی اور تفسیر کاشف الحقائق ایک ہی تفسیر ہے اور اس کے مصنف محمد بن احمد بن نصیر میانجیو گجراتی (متوفی ۹۸۲ھ) ہیں ۔

اس غلط فہمی اور خلط مبحث کی وجہ غالباً یہ ہوئی کہ تفسیر کاشف الحقائق اور تفسیر محمدی دونوں کے مصنفوں کا نام محمد اور والد کا نام احمد ہے ۔ پھر دونوں گجراتی بھی ہیں ۔ نام ولدیت اور سکونت کی یکسانیت التباس کا باعث بن گئی ۔ اور اسی التباس کی وجہ سے شاید ڈاکٹر زبید احمد صاحب اور پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب نے دونوں تفسیروں کو ایک ہی مصنف کی ایک ہی تفسیر ظاہر کیا ۔ غالباً ہر دو حضرات کو تفسیریں دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا ۔ کہ وہ ان میں فرق و امتیاز کرتے دوسری وجہ التباس کی یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ علامہ محمد بن احمد بن محمد الشریحی الکندی ثم التھانیسری ثم الگجراتی کے حالات کا علم تاحال ہمارے ریسرچ اسکالریں کو نہیں ہے ۔ خود ڈاکٹر محمد سالم صاحب کے دامنِ فکر و تلاش کو ناموں کے التباس نے ایک نئے اور قوی شبہ میں الجھا دیا اور وہ یہ کہ تفسیر کاشف الحقائق کے مصنف محمد بن احمد الشریحی الکندی ثم التھانیسری ثم الگجراتی گویا شیخ احمد التھانیسری ہیں (متوفی ۸۲۰ھ) چنانچہ وہ اپنے ایک مضمون میں جو انھوں نے "تفسیر محمدی" کے تعارف کے لئے ماہنامہ معارف نمبر ۲ جلد ۹۷ ص ۱۳۸ تا ۱۴۹ ماہ فروری ۱۹۶۶ء میں شائع کیا ہے ، تحریر فرماتے ہیں :-

"مختلف تذکروں کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ احمد بن محمد تھانیسری نام کے ایک ہی بزرگ اس زمانے میں ہوئے ہیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ان سب باتوں کے پیشِ نظر یہ شبہ خاصا قوی ہو جاتا ہے کہ یہی کاشف الحقائق کے مصنّف ہیں"۔

حالانکہ شیخ احمد تھانیسری، احمد بن محمد التھانیسری ہیں اور کاشف الحقائق کے مصنّف کا نام محمد بن احمد الشریکی ہے۔

افسوس ہے کہ تفسیر کاشف الحقائق کے مذکورہ بالا دونوں قلمی نسخوں میں سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کس عہد کی تصنیف ہے اور فاضل مفسّر کی یہ تفسیر جس کو اپنی نوعیت کے اعتبار سے بقول مفسر اوّلیت کا شرف حاصل ہے، اپنے عہد تک لکھی جانے والی عربی تفاسیر میں کیا درجہ رکھتی ہے۔ اس ضمن میں خاصی اور کافی جستجو کی ضرورت ہے۔ مردانِ کار کی کمی ضرور ہے، فقدان نہیں ہے۔ دیکھئے یہ سعادت کس کے حصے میں آتی ہے۔

تاریخ ادبیات ایران

"تاریخ ادبیات ایران" تہران یونیورسٹی کے پروفیسر ادبیات "ڈاکٹر رضا زادہ شفق" کی قابلِ تعریف تالیف ہے جس کو سید مبارز الدین رفعت نے اردو کے قالب میں منتقل کیا ہے اس کتاب میں ادبیاتِ ایران اور اس کی ثقافت کے ایک ایک گوشے پر دل پذیر اور سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ قبل اسلام ایرانی ادبیات سے لے کر موجودہ دور کی ادبیات، شاعری اور اُس کے زبردست اثرات کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ایران کے ہر دور کے شاعروں اور آدمیوں کے حالات اور کلام کا مکمل نقشہ سامنے آجاتا ہے، ایرانی کلچر و ثقافت، اس کی نظم و نثر، شاعری اور شاعروں کے حالات پر آج تک اس پایہ کی کوئی کتاب اُردو میں شائع نہیں ہوئی تھی۔

صفحات ۵۶۰ سائز ۲۰×۲۶ قیمت